رشوت اک معاشرتی ناسور

ظہیر احمد
درجہ تخصص جامعہ سلفیہ

اسلام دین فطرت ہے' جو انسانوں کے مال وجان' عزت وآبرو کی حفاظت کرتا ہے اور ہراسے چور دروازے کو بند کرتا ہے' جس سے تکلیف پہنچنے کا خدشہ ہوتا ہے۔ اچھے کاموں کا حکم دیتا ہے اور برے کاموں سے روکتا ہے۔

درج ذیل میں ایک سنگین جرم کا ذکر کیا جاتا ہے جسے ہنستے مسکراتے بڑی دیدہ دلیری سے کرلیا جاتا ہے اور اس سے جسم پر ملامت کی جوں بھی نہیں رینگتی اور نہ ہی دل کی گہرائیوں سے احساس ندامت انگڑائی لیتا ہے۔ بلکہ اسے بزنس اور آمدنی کا ذریعہ سمجھا جاتا ہے۔ (نعوذ باللہ من ذالک)

وہ انتہائی مہلک' موذی جرم' رشوت ہے جو آج ایک کامیاب بزنس کی شکل اختیار کر چکا ہے۔ اور جس کی وجہ سے ملکی معیشت تباہ ہوتی جارہی ہے۔ حق والے کو حق اور مظلوم کو انصاف نہیں ملتا' اور اسی کی وجہ سے معاشرے میں امن وامان بھی قائم نہیں رہتا ہر طرف تباہی و بربادی ہے۔ اگر معاشرے کی ہولناکیوں کا جائزہ لیا جائے تو سب سے زیادہ خطرناک چیز رشوت دکھائی دیتی ہے۔ جو ایک ناسور کی طرح قوم کے افراد میں سرایت کرتی جارہی ہے۔ ذرا سوچیے اور ''رشوت'' کیوں دی جاتی ہے؟ صرف اپنے مفاد کے لیے اور اب رشوت کی تعریف اور اس کے بنیادی اجزاء ذکر کیئے جاتے ہیں۔

رشوت کی لغوی تعریف؛

رشاء ؛ڈول کی رسی۔ الرشوہ؛ وہ چیز جو حق کی باطل کرنے یا باطل کو حق کرنے کے عوض میں دی جائے۔

اصطلاحی تعریف؛

رشوت وہ چیز ہے جو آدمی کسی حاکم یا غیر حاکم کو اس مقصد کے تحت دیتا ہے کہ فیصلہ اس کے حق میں ہو۔ یا اس کے من پسند منصب پراسے فائز کرے۔

یہاں چیز سے مراد عام ہے۔ خواہ وہ مال ہو یا اس شخص سے حاصل ہونے والی منفعت ہو۔ یا

اس کی خاطر کسی قسم کے کام کی ادائیگی ہو۔

رشوت کے اجزاء

رشوت کے بنیادی اجزاء تین ہیں

(1) مرتشی (2) راشی (3) رشوت

مرتشی: وہ شخص ہے جو کسی دوسرے سے مال کا تقاضا کرتا ہے یا اس سے کسی نفع کا حصول چاہتا ہے۔ تا کہ اس کے عوض دینے والی کوئی غرض پوری کر دے۔

راشی: وہ شخص ہے جو اپنا مال مرتشی پر خرچ کرتا ہے۔ یا اسے کوئی فائدہ پہنچاتا تا کہ اس کی غرض پوری ہو سکے۔

رشوت: وہ مال یا منفعت ہے جو رشوت دینے والا خرچ کرتا ہے تا کہ رشوت لینے والا مذکورہ غرض یا مفاد پورا کر سکے۔

رشوت کا شرعی حکم: یاد رکھیے! رشوت لینا' دینا اور درمیان میں ایجنٹ کا کردار ادا کرنا سب حرام ہے۔ دلیل قرآن سے حاضر ہے۔

ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل و ترلوابها الی الحکام لتاء کلوا فریقاً من اموال الناس بالاثم وانتم تعلموات

ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھایا کرو نہ حاکموں کو رشوت پہنچا کر کسی کا کچھ مال ظلم و ستم سے اپنا لیا کرو حالانکہ تم جانتے ہو۔ (البقرہ 2:-188)

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:۔ رشوت دینے اور واسطہ بننے والے ایجنٹ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔ (المستدرک الحاکم 115)

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رشوت لینے اور دینے والے پر لعنت فرمائی ہے۔ (جامع الترمذی؛1337)

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ جس قوم میں سود زیادہ ہو جاتا ہے وہ لوگ قحط سالی میں گرفتار کئے جاتے ہیں۔ اور جس قوم میں رشوت ستانی عام ہو جاتی ہے۔ انہیں خوف میں مبتلا کر دیا جاتا ہے۔ (مسند احمد؛205/4)

رشوت کی اقسام: رشوت کی عموماً تین قسمیں ہوتی ہیں۔

(1) حق کی باطل یا باطل کو حق ثابت کرنے کے لیے رشوت کا لین دین۔

(2) کسی حق کو ثابت کرنے یا ظلم وضرر کو دور کرنے کے لئے رشوت دینا۔

(3) منصب قضا یا ملازمت' حاصل کرنے کے لیے رشوت دینا۔

(1) حق کو باطل یا باطل کو حق ثابت کرنے کے لیے رشوت کا لین دین۔

یہ نہایت سنگین گناہ ہے۔اسلام نے اسے قابل نفرت امور میں شمار کیا ہے۔رشوت لینا دینا اور ایجنٹ کا کردار ادا کرنا سب حرام ہے۔

دین اسلام میں حلال واضح ہے۔اور حرام بھی واضح ہے۔اللہ کا قانون شریعت وہ روشنی ہے جو ہر ایسی ظلمت کو ختم کرتا ہے۔جس سے مومن آدمی فریب کھا سکتا ہے۔جس کی آڑ میں مجرم چھپ کر وار کر سکتا ہے۔اس لئے ہر ایسا وسیلہ اور سہارا بھی حرام ہے جس کے ذریعے حق کے خلاف باطل کو غلبہ مل رہا ہو۔ اور چونکہ رشوت ان وسائل میں سے ایک ہے۔جس کے سہارے حق کو باطل اور باطل کو حق ٹھہرایا جاتا ہے۔اس لئے حرام ہے۔

(2) کسی حق کو ثابت کرنے یا ظلم وضرر کو دور کرنے کے لئے رشوت دینا۔

اس سلسلے میں علماء کرام کی دو آراء ہیں۔

(1) صرف رشوت لینے والا گناہ گار ہوگا

بعض علماء کرام کہتے ہیں کہ جب انسان اپنا حق حاصل کرنے یا ظلم وضرر کو دور کرنے سے قطعی عاجز ہو یہاں تک کہ اسے حق کو حاصل کرنے کے لئے حکومتی یا غیر حکومتی سطح پر کسی قسم کی تائید وحمایت نہ ہو'نہ ہی ایسا کوئی سہارا اسے مہیا ہو جو اس پر ہونے والے ظلم کے خلاف اسے نصاف دلا سکے۔

اس مجبوری کے تحت اگر کسی آدمی نے رشوت دے کر کام نکال لیا۔تو امید ہے کہ یہ مجبور شخص گناہ گار نہیں ہوگا۔البتہ رشوت لینے والا ضرور گناہ گار ہوگا۔

(2) رشوت لینے اور دینے والا دونوں گناہ گار ہوں گے۔

جبکہ دیگر علماء کرام کہتے ہیں کہ رشوت دینے اور لینے والا دونوں قصوروار ہیں اور اس گناہ میں

برابر کے شریک ہیں۔

پہلے نقطہ نظر کے دلائل: جب رشوت دینے والا مجبور ہے اور ایک انسان اپنا حق وصول کرنے یا ظلم وضرر دور کرنے میں عاجز' بے بس ہے۔اس مجبوری کی وجہ سے اگر اس نے اپنا رائٹ (حق) وصول کرنے کے لئے رشوت دی تو امید ہے کہ یہ آدمی عنداللہ معزور سمجھا جائے گا۔اللہ تعالیٰ کسی انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ کا مکلف نہیں بناتے۔

ارشاد باری تعالیٰ **لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا)** اللہ تعالیٰ کسی انسان کو اس کی طاقت (وسعت) سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔(البقرہ2-286)

حدیث میں ہے(**رفع عن امتی الخطاء والنسیان وما استکر ھوا علیہ)**

میری امت سے خطا' بھول چوک اور جو کام زبردستی لیا گیا ہو وہ معاف کر دیا گیا ہے۔(الجامع الصغیر؛583)

ایک دوسری حدیث میں ہے؛ اپنے مال کو اپنی جان سے کم مرتبہ سمجھو اور اپنی جان کو اپنے دین سے کم خیال کرو۔(**تعریب السیاسیة الشرعیة فی حقوق الراعی و سعادة الرعیة** ؛ص53)

جب انسان کو اپنی جان کا خطرہ لاحق ہو تو ظلم وضرر کو ختم کرنے کے لئے مال کو ڈھال اور بچاؤ کا سامان بنانے کی اجازت دی گئی ہے۔اور اس قسم کے معاملات میں رشوت دینا ایک قسم کی حفاظتی تدبیر ہے۔

وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے کسی نے سوال کیا۔کیا ہر حال میں رشوت دینا حرام ہے؟انہوں نے جواب دیا نہیں' بلکہ رشوت اس وقت حرام ہے جب تم روپیہ اس لئے دو تاکہ جو تمہارا حق نہیں وہ تمہارا ہو جائے یا جو حق تم پر لازم ہے اس سے بچ جاؤ۔اور اگر تم نے اس لئے رشوت دی تاکہ اپنے دین اور مال و جان کی حفاظت کرو تو یہ حرام نہیں (الجامع الاحکام القرآن للقرطبی:183/6)

رشوت لینے والا گناہ گار ھے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے(**وتعاونوا علی البر والتقویٰ**)نیکی اور پرہیز گاری میں ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو۔

کسی کا حق اسے دلانا تعاون کی قسم ہے۔اس لیے کسی عوض' معاوضے اور لین دین کے بغیر اس

سلسلہ میں کامل تعاون کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی شخص اس تعاون کے صلے میں روپیہ وصول کرتا ہے۔ تو اس کا مطلب ہے کہ وہ اپنا فرض ادا کرنے کے لیے رشوت لیتا ہے۔

حدیث میں ہے کہ جس نے کسی کے لیے سفارش کی پھر اس سفارش کی وجہ سے اسے کوئی ہدیہ دیا گیا اور اس نے قبول کر لیا۔ تو اس نے سود کے ایک بڑے دروازے میں گھسنے کا ارتکاب کر لیا ہے۔ (سنن ابی داؤد: 3543)

اس حدیث کی روشنی سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سفارش کرنے پر جس نے تحفہ لیا اس کا یہ عمل سود کا ایک بڑا دروازہ تصور کیا جائے گا۔ اور سود حرام ہے۔ جب سفارش کرنے پر تحفہ لینا حرام ہے تو حق دار کو اس کا حق پہچاننے یا مظلوم سے ظلم دور کرنے کے لیے تحفہ لینا بطریق اولیٰ حرام ہو گا۔

حدیث میں آتا ہے؛ اپنے بھائی کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا کسی شخص کے لیے حلال نہیں ہے۔ (مسند احمد؛ ج3-423)

یاد رہے؛! جب کوئی مجبور شخص اپنا حق حاصل کرنے کے لیے مال خرچ کرتا ہے۔ وہ دل سے اس کے لیے راضی نہیں ہوتا بلکہ مجبوراً مال دیتا ہے۔ اور مجبور سے مال لینا حرام ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں؛ جس شخص نے کسی مسلمان سے ظلم دور کیا اور اس نے کم یا زیادہ اسے کچھ دیا تو وہ حرام ہے۔ ایک شخص نے کہا؛ اے ابو عبداللہ! ہم تو صرف فیصلہ دینے کے بابت رشوت دینے کو حرام سمجھتے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ تو کفر ہو گا۔

(حاشیہ الرھونی؛ ج7/ص313)

نعوذ باللہ من ذالک

دوسرے نقطہ نظر کے دلائل:

رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کا عموم ہی اس کی دلیل ہے کہ رشوت کا لینا دینا یکساں حرام ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا؛ رشوت لینے اور دینے والے پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو۔ یہ عموم ہر رشوت لینے اور دینے والے کو شامل ہے۔ خواہ وہ اپنا حق حاصل کرنے کے لئے رشوت دے یا ظلم و ضرر دور کرنے کے لیے رشوت دے یا حق کو باطل یا باطل کو حق ثابت کرنے کے لیے رشوت دے۔

رشوت' رشوت ہی ہوتی ہے۔ اس لیے عزیمت پر عمل کرتے ہوئے ہر حال میں اس سے بچا

جائے۔اگر اس سلسلے میں کوئی نقصان بھیہو جائے۔تو اللہ تعالیٰ کی کریم ذات سے امید ہے کہ وہ دنیاو آخرت میں اس کانعم البدل عطافرمائے گا۔(ان شاء اللہ)

(3)منصب قضایاملازمت حاصل کرنے کے لئے رشوت دینا:

کسی منصب یاملازمت کے حصول کے لیے رشوت دینا' لینااور درمیان میں ایجنٹ کا کردارادا کرناسب حرام ہےاور ایسےلوگوں پراللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

اسلامی معاشرے میں سچے'امانت دار'ثابت قدم اور مستحق افراد کوسرکاری کاموں کی ذمہ داری سونپنااہم دینی فریضہ ہے۔لہٰذا ان تمام غلط راستوں کا فوری سدباب کیا جائے۔جن کے ذریعے اعلیٰ عہدوں اور بلند مرتبوں پر نااہل لوگ فائز ہوتے ہیں۔رشوت اسی قماش کا انتہائی گھٹیااور گراہوا طریقہ ہے۔اللہ تعالیٰ کافرمان ہے۔(ان اللـه يامركم ان تودوا الامنت الى اهلها واذا حكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل)

مسلمانو!اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو۔جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کروتو عدل کے ساتھ فیصلہ کرو۔(النساء58:9)

اس لئے کسی بھی منصب یاملازمت کوحاصل کرنے کے لیےرشوت دیناحرام ہے۔حدیث میں ہے کہ ہر وہ حاکم جومسلمانوں کی جماعت کی نگہداشت کرتا ہے۔اگر وہ اس حال میں مرے کہ اس نے لوگوں کے ساتھ فریب کیا ہوتو اللہ تعالیٰ اس پر جنت حرام کر دیتا ہے۔(حوالہ البخاری؛7115)

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ امت مسلمہ کودھوکہ دیناحرام ہے۔اللہ کے رسول ﷺ نے اس امت کودھوکہ دینے والوں کو جنت سے محرومی کی وعید سنائی ہے۔

یادرکھیے!نااہل کوکسی منصب پر فائز کرنا امت کودھوکہ دینے کے برابر ہے۔کیونکہ ایسا کرنے والاامت کی مصلحت اوراس کے عام مفاد کونظرانداز کرنے والا ہے۔

سیدنا عمرؓ سے منقول ہے کہ جوشخص مسلمانوں کے کسی کام کا والی ہو'پھراس نے کسی شخص کو باہم دوستی یارشتہ داری کی بنیاد پرکسی منصب پر فائز کیا تو اس نے اللہ اوراس کے رسول ﷺ اور عام مسلمانوں کے ساتھ خیانت کی(السياسية الشرعية لا بن تيمية ص؛10)

باہمی دوستی یاقرابت داری کی بنیاد پرکسی کومنصب دیناخیانت اور گناہ ہے'اگر رشوت کے ذریعہ

منصب دیا گیا تو یہ گناہ کہیں زیادہ سنگین ہو جائے گا۔

اسلام میں منصب اور عہدہ طلب کرنے کو پسند نہیں کیا گیا۔ایک مرتبہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انہوں نے آپ ﷺ سے کوئی منصب طلب کیا۔آپ ﷺ نے ان سے فرمایا؛ ہم اپنے امور کی ذمہ داری ایسے شخص کے سپرد نہیں کرتے جو اس ذمہ داری کو طلب کرتا ہو۔(بخاری؛ ح6525)

ایک دوسری حدیث میں ہے سیدنا ابوہریرہؓ سے روایت ہے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا؛ جب امانت ضائع کی جانے لگے تو قیامت کا انتظار کرو۔عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ! امانت کا ضائع کرنا کیونکر ہوگا؟ آپ ﷺ نے فرمایا! جب کوئی کام نااہلوں کے سپرد کیا جائے اس وقت تم قیامت کا انتظار کرو۔

اس حدیث میں منصب اور ذمہ داری نااہل لوگوں کے حوالے کرنے کو امانت کی بربادی سے تعبیر کیا گیا ہے۔امانت کو ضائع کرنا حرام ہے۔کیونکہ اکثر رشوت دینے والے نااہل ہوتے ہیں۔

عہدہ پر مامور کرنے میں رشوت کا اثر

عہدہ اور منصب کو اسلام میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ اس لئے کسی منصب پر ایسے ہی آدمی کو فائز کرنا چاہئے جو علمی اور عملی صلاحیت کا مالک ہو۔چونکہ آج نااہل کو عہدہ پر پہنچانے اور اہل کو اس سے محروم کرنے میں رشوت اہم کردار ادا کرتی ہے۔جس کی وجہ سے معاملات کی ذمہ داری نااہلوں کے ہاتھ میں آجاتی ہے۔دین اسلام میں اس چیز کو ناپسندیدگی سے دیکھا گیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے۔معاملہ نااہلوں کے سپرد کر دیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔

پھر حکومت کے محکموں اور سرکاری اداروں میں حسب ضرورت مختلف نوعیت کے عہدے ہوتے ہیں۔بعض کا تعلق مالیات سے ہوتا ہے اور بعض کا تعلق تعلیمات سے ہوتا ہے۔اور بعض عہدے عدالتی نوعیت کے ہوتے ہیں۔اب اگر حکومتی مشینری کا یہی پرزہ بگڑ جائے تو سارا نظام تباہ ہو جائے گا۔تو پھر رعایا میں ظلم وزیادتی کا رواج ہو جائے گا۔

اس لئے ہمیں ہر ممکن کوشش کرنی چاہئے کہ ہم اسلام کی روشنیوں سے اپنے سینوں کو منور کریں اور جس کام سے ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے منع کیا ہے اس سے باز رہیں۔

یقیناً دنیا اور آخرت کی تمام بھلائیاں دامن اسلام سے وابستہ ہونے میں مل سکتی ہیں۔

(وما توفیقی الا باللہ علیہ توکلت والیہ انیب)